

شیخ برہان الدین مرغینانی

اور

ان کی کتاب الہدایہ

محمد میاں صدیقی

(ہمارے اسلاف نے جس محنت، لگن اور تحقیق و تفحص سے علم کی خدمت کی اور خاص طور پر علوم شرعیہ میں جس جزر سی کی انتہا پر قدم رکھا وہ مسلمانوں کی تاریخ کا قابل فخر باب ہے۔ ان کی کتب کعبت و کیفیت دونوں اعتبار سے معرکہ الآراء ہیں، ہماری بدقسمتی کہ آج ہم ان سے پوری طرح متعارف نہیں ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم فکرو نظر کے ہر شمارے کے کچھ صفحات کسی ایک وقیع علمی و تحقیقی کتاب کے تعارف کیلئے وقف کر دیں۔ ان شاہ اللہ۔ زیر نظر کتاب ”ہدایہ“ کا تعارف اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، ہم یہ سلسلہ جاری رکھنا چاہتے ہیں اس لئے اپنے علمی معاونین سے معاونت کے خواستگار ہیں۔) (ادارہ)

ہدایہ فقہ اسلامی کی معروف و مستند کتاب ہے اور فقہ حنفی میں اس کو نہ صرف ایک بنیادی کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے بلکہ اپنی بعض منفرد خصوصیات کی بنا پر فقہ حنفی کی کتابوں میں ممتاز حیثیت کی حامل ہے اور اس کی یہی انفرادیت اور امتیاز اس بات کا سبب بنا ہے کہ حنفی نقطہ نظر سے لکھی جانے والی ضخیم کتابوں میں ہدایہ سب سے زیادہ مقبول و متداول ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے اکثر دینی مدارس میں شامل نصاب ہے۔

اس کے مصنف شیخ برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن

عبدالجلیل بن خلیل بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی ہیں (۱)۔

مصنف رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے خاندانی اور نسبی شرافت سے

بھی نوازا۔ ان کا سلسلہ نسب خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

۸ رجب ۵۱۱ ہجری کو بروز دوشنبہ وسطی ایشیا کے علاقہ فرغانہ میں بمقام مرغینان پیدا ہوئے (۲)۔  
 مرغینان ماوراء النہر کے علاقے میں ولایت فرغانہ کی ایک چھوٹی سی بستی ہے جو دریائے سیحون کے جنوب میں واقع ہے۔ اسی بستی کی نسبت سے مرغینانی کہلاتے ہیں۔

مرغینانی نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی، اس کے بعد اس وقت کے رواج اور طریقہ کے مطابق مختلف اسلامی ممالک کا سفر اختیار کیا، اور جہاں جو صاحب علم ملا اس سے استفادہ کیا۔ اس زمانے میں تعلیم سفر کے بغیر مکمل نہیں ہوتی تھی، آج کی طرح مدارس کا رواج نہ تھا، اہل علم و فضل کی اپنی اپنی مسندیں تھیں جہاں وہ درس دیتے تھے، دور و دراز سے طالبان علوم آکر ان میں شریک ہوتے اور کسی ایک استاذ یا ایک مجلس درس سے استفادہ پر اکتفا نہ کرتے۔ بلکہ جہاں جو شخص جس فن کا ماہر ملتا وہاں چلے جاتے، کئی کئی برس اس کی خدمت میں رہتے اور اس کے علم و فضل سے پوری طرح مستفید ہوتے۔

اساتذہ :

اساتذہ میں سب سے پہلے خود آپ کے والد گرامی امام بہاء الدین علی بن محمد بن اسماعیل (م: ۵۳۵ھ) شامل ہیں، ان سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

دیگر اساتذہ میں بطور خاص مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں:

۱۔ نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد النسفی (م: ۵۳۶ھ/۱۱۳۲ء) امام نسفی کے نام سے مشہور ہیں، عقائد کے موضوع پر ایک مختصر کتاب لکھی، علامہ تفتازانی نے اس کی شرح لکھی جو ”شرح عقائد نسفی“ کے نام سے مشہور ہے۔ طویل عرصہ تک دینی مدارس میں شامل رہی، اب اس کی تدریس تقریباً ختم ہو گئی۔

۲ - حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن مازہ (م: ۵۳۶ھ/۱۱۳۱ء) ،، صدر الشہید“ کے لقب سے مشہور ہیں -  
 ۳ : ابو عمرو عثمان بن علی البیکندی (م: ۵۵۲ھ/۱۱۵۷ء) - فقہ حنفی کی معروف و ضخیم کتاب المبسوط کے مصنف شمس الانامہ محمد بن احمد بن ابی سہل ابی بکر السرخسی (م: ۳۹۰ھ ) کے شاگرد ہیں .

۴ : بہاء الدین علی بن محمد اسماعیل الاسیجانی (م: ۵۳۵ھ/۱۱۴۰ء) (۳) -

مرغینانی کو ان کے ہم عصر علماء اور فقہاء نے محقق، اصولی، محدث اور فقیہ کہا۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی (م: ۱۳۰۴ھ) الفوائد البہیہ میں لکھتے ہیں :

،،کان اماماً، فقیہاً، حافظاً، محدثاً، مفسراً، جامعاً للعلوم، ضابطاً للفنون، متفنناً، محققاً، نظاراً، مدققاً، زاهداً، ورعاً، بارعاً، ماہراً، اصولیاً، ادیباً، شاعراً، لم تر العیون مثله، فی العلم والادب وله، الید الباسط فی الخلاف والبیاع الممتد فی المذهب “ (۳)

یعنی شیخ برہان الدین مرغینانی اپنے وقت کے امام؛ عظیم المرتبت فقیہ، حافظ حدیث، مفسر، مختلف علوم و فنون کے جامع، صاحب ورع و تقوی، عابد و زاهد اور محقق تھے۔ علم و ادب کے مختلف گوشوں پر وسیع اور ناقدانہ نظر رکھتے تھے۔ علم خلاقیات میں بلند مرتبہ پر فائز تھے، اور فقہی مذاہب پر مجتہدانہ دسترس رکھتے تھے۔

مرغینانی علم و فضل کے اس بلند مقام پر پہنچے کہ اس زمانے کے مشائخ اور اکابر فقہاء نے ان کی علمی عظمت و برتری کا اعتراف کیا۔ مثلاً امام فخر الدین رازی (م: ۶۰۶ھ) قاضی خان (م: ۵۹۲ھ)، ظہیر الدین بخاری (م: ۶۱۹ھ) صاحب فتاویٰ ظہیریہ

جیسے اکابر نے مرغینانی کو اپنے دور کا بے مثال محقق ، فقیہ اور اصولی تسلیم کیا ہے (۵)۔

تینتیس برس کی عمر میں (۵۳۳ھ) حج بیت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ گویا تینتیس برس کی عمر میں معراج علوم پر پہنچنے کے ساتھ ساتھ روحانی کمالات اور باطنی ترقیات کا بلند ترین مقام بھی حاصل کر لیا تھا۔

اکثر تذکرہ نگاروں نے آپ کی تاریخ وفات ۱۳ ذی الحجہ ۵۹۳ ہجری بیان کی ہے (۶)۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ تاریخ وفات ۵۹۶ ہجری ہے۔ لیکن تاریخی اعتبار سے پہلی روایت صحیح ہے۔ نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ کے مقدمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ وفات سمرقند میں ہوئی اور وہیں دفن کیا گیا۔ تدفین کے حوالہ سے مورخین نے لکھا ہے کہ : سمرقند میں ایک ایسا مشہور و معروف قبرستان تھا جس میں چار سو کے قریب ایسے فقہاء، مشائخ، محدث اور مفسر دفن تھے جن کے نام میں ”محمد“ تھا۔ مرغینانی کے بعض ورثاء اور تلامذہ کی خواہش تھی کہ انہیں بھی اہل علم و تقویٰ کی اسی بستی میں آسودہ لحد کیا جائے مگر کیوں کہ ان کے نام میں محمد نہ تھا اس لئے انہیں وہاں دفن نہ کیا جا سکا۔ البتہ اسی قبرستان کے متصل دفن کیا گیا (۷)۔

بعض اہل علم نے ”مجتہد مسائل“ سے آپ کی تاریخ وفات

نکالی (۸)۔

فقہاء کے کتنے مدارج اور کتنے طبقے ہیں ؟ اس بارے میں ابن الکمال پاشا (م: ۹۳۰ھ) نے ایک مختصر رسالہ طبقات الفقہاء لکھا ہے۔ اس میں فقہاء کو حسب ذیل سات طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ مجتہد فی الشرع، ۲۔ مجتہد فی المذہب، ۳۔ مجتہد فی

المسائل ، ۳ - اصحاب تخریج ، ۵ - اصحاب ترجیح ، ۶ - مقلدین میں سے وہ طبقہ جو اقوی، قوی، اور ضعیف ، اور ظاہر الروایت نادرہ میں فرق و تمیز کر سکے ، < - مقلدین میں سے وہ حضرات جو مذکورہ بالا امور میں سے کسی پر قادر نہ ہوں ۔

ابن کمال پاشا کا کہنا ہے کہ ان سات طبقوں میں سے پہلے تین طبقے مجتہدین کے ہیں اور باقی چار طبقے مقلدین کے (۱) -

۱ : مجتہد فی الشرع - وہ حضرات جنہوں نے اصول اجتہاد وضع کئے اور ان اصول کی روشنی میں غیر مخصوص مسائل کے احکام معلوم کئے - جیسے امام ابوحنیفہ ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل -

۲ : مجتہد فی المذہب - جو خود کسی فقہی مسلک کے بانی نہیں ہیں - ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کے مقلد ہیں - مجتہد فی المذہب اپنے امام کے نصوص کا پابند ہوتا ہے - وہ یہ جانتا ہے کہ امام کے اصول کیا ہیں اور اس نے کن اصول پر اپنے مذہب (فقہی مسلک) کی بنیاد رکھی ہے - چنانچہ جب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے جس میں امام کا نص موجود نہ ہو تو وہ اس میں اسی امام کے اصول کے مطابق اجتہاد کرتا ہے ، اور امام کے اقوال سے اسی کے طریقہ کے مطابق اس کی تخریج کرتا ہے - لیکن اپنے امام کے وضع کردہ اصول اور قواعد و ضوابط سے باہر نہیں جاتا - جیسے امام ابو یوسف امام محمد بن حسن شیبانی ، امام زفر بن ہذیل، اور امام مزنی وغیرہ -

۳ : مجتہد فی المسائل - اصول اور مبادی میں اپنے امام سے اتفاق رکھتے ہوں البتہ بعض فروعی مسائل میں اپنے امام کے اجتہاد سے اختلاف رکھتے ہوں - جیسے مذہب حنفی میں امام طحاوی، سرخسی اور بزدوی اور شافعی مذہب میں امام غزالی -

ابن کمال پاشا (م: ۹۳۰ھ) نے مرغینانی کو ان ابتدائی تین طبقوں میں شمار نہیں کیا جو مجتہدین کے طبقے ہیں بلکہ فقہاء کے چوتھے

طبقہ میں شمار کیا ہے۔ یعنی اصحاب تخریج میں، جو خود ان کے قول کے مطابق فقہائے مقلدین کا پہلا طبقہ ہے۔ ان کی اس تقسیم اور رائے پر علمائے احناف نے سخت تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ : ”علم فقہ میں صاحب ہدایہ کا رتبہ قاضی خان سے کم نہیں ہے بلکہ صاحب ہدایہ نے ہدایہ میں نقد دلائل اور استخراج مسائل میں جو اسلوب، اور معیار قائم کیا ہے اگر اس پر نظر کی جائے تو وہ اس بات کے مستحق نظر آتے ہیں کہ انہیں مجتہد فی المذہب مانا جائے“ (۱۰)۔

مولانا عبدالحنی لکھنوی کا رجحان اسی طرف ہے۔ الفوائد البہیہ میں انہوں نے اسی رائے اور میلان طبع کا اظہار کیا ہے (۱۱)۔

#### تصانیف :

مرغینانی کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے لیکن ان کی وہ ایک کتاب جس کی تلخیص ہدایہ کی صورت میں آج ہمارے پاس ہے، کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے بہت سی کتابوں پر بھاری ہے۔ میری مراد ان کی ابتدائی تصنیف کفایۃ المنتہی سے ہے۔ مورخین اور تذکرہ نگاروں نے ان کی جن تصانیف کی نشان دہی کی ہے ان کی تعداد گیارہ سے تجاوز نہیں کرتی۔ اور وہ سب کی سب فقہ کے موضوع سے متعلق ہیں۔

۱ : بدایۃ المبتدی : اس کتاب میں قدوری اور امام محمد کی جامع صغیر کے مسائل کو جمع کیا اور ان میں بعض ضروری احکام و مسائل کا اضافہ کیا۔ تبریک کے طور پر کتاب کے مضامین کی ترتیب وہی رکھی جو امام محمد نے جامع صغیر میں رکھی تھی۔ اس کتاب میں اپنے اس ارادہ کا اظہار کیا کہ اگر اللہ کی توفیق شامل حال ہوئی تو میں اس کی شرح کروں گا۔ اور اس شرح کا نام ”کفایۃ المنتہی“ ہوگا۔

۲ : كفاية المنتهى : ,,بداية المبتدى،، كے نام سے ایک جامع متن كى تصنيف كے بعد اپنے ارادہ اور وعدہ كے مطابق اس كى بسط شرح لكهى جسے كفاية المنتهى كے نام سے موسوم كيا - تذكره نگاروں كا كهنا ہے كه یہ كتاب اسى (۸۰) جلدوں يا اسى اجزاء پر مشتمل تھى - ليكن اس كا مسوده زيادہ دير اهل علم و فضل كے احاطة علم ميں نہ رہ سكا، اور بعد ميں آنے والوں كے لئے اس كے صرف حوالے ہى رہ گئے۔ اسى عظيم اور ضخيم الشان شرح كى تلخيص ,, هداية،، ہے -

۳ : نشر المذاهب :

۴ : مجموع النوازل : بعض مولفين نے اس كا نام مختارات النوازل لكھا ہے -

۵ : مختار الفتاوى : بعض علماء كو یہ غلط فهمى ہوئى كه مجموع النوازل اور مختار الفتاوى دونوں ايک ہى كتاب هيں - ايسا نہيں ہے - یہ دونوں دو مختلف كتابيں هيں (۱۲) -

۶ : منتقى الفروع : صاحب كشف الظنون (۱۳) نے اس كا نام منتقى المرفوع لكھا ہے -

< : كتاب الفرائض : یہ كتاب اصول ميراث، اور احكام ميراث پر مشتمل ہے -

مرغينانى نے اس كا نام پہلے ,,فرائض العثمانى،، تحرير كيا ہے - اس كتاب كى صورت حال یہ ہے كه مرغينانى سے پہلے ايک فقيه اور عالم شيخ عثمانى كے نام سے گزرے - انھوں نے ميراث كے موضوع پر یہ كتاب لكهى - مرغينانى كى نظر سے یہ كتاب گزرى انھوں نے محسوس كيا كه ميراث كے موضوع پر اس ميں درج مسائل تشنه اور ناكافى هيں - انھوں نے اس ميں مفيد اور ضرورى اضافے كئے اور بنيادى طور پر كتاب كيوں كه شيخ عثمانى كى تھى اس لئے انھى كے نام سے موسوم كر دى -

کتاب الفرائض یا فرائض العثمانی کی مختلف اہل علم نے شرحیں لکھیں، ان میں معروف شرح شیخ منہاج الدین ابراہیم بن سلیمان السرامی کی ہے (۱۴)۔

۸ : التجنیس والمزید : اس کتاب میں متأخرین فقہاء کے وہ فقہی استنباطات اور اجتہادات جمع کئے ہیں جو فقہائے متقدمین نے بیان نہیں کئے تھے۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ کتاب مرغینانی کے استاد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ کی فقہی تحقیقات کا تتمہ اور تکملہ ہے (۱۵)۔

۹ : مناسک الحج :

۱۰ : شرح الجامع الکبیر : امام محمد بن حسن شیبانی نے سیر کے موضوع پر جامع کبیر کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ یہ اس کی شرح ہے (۱۶)۔

۱۱ : الہدایۃ : مرغینانی کی تمام تصانیف میں جو مقام اور رتبہ ہدایۃ کو ملا وہ کسی دوسری تصنیف کو نہ مل سکا۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ مرغینانی نے پہلے ”بداية المبتدی“ کے نام سے ایک کتاب لکھی، اس کے بعد اس کی مفصل شرح لکھی جو اسی (۸۰) اجزاء پر مشتمل تھی، اس کا نام ”کفاية المنتهى“ رکھا۔

کفاية المنتهى کی تکمیل کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ اتنی ضخیم کتاب کا مطالعہ اور اس سے استفادہ اہل علم کے لئے دشواری کا سبب ہوگا۔ اس کی ایسی تلخیص کی جائے کہ اہم اور ضروری مسائل کا احاطہ بھی ہو جائے اور اس کی تعلیم و تعلم بھی آسان ہو۔ چنانچہ انہوں نے اسی اجزاء پر مشتمل مضامین کو چار مناسب جلدوں میں مدون کیا۔ لیکن چار جلدوں میں ہونے کے باوجود ٹھوس، جامع اور مختصر متن کی طرح اس کی ایک ایک سطر اور ایک ایک جملہ تفصیل اور وضاحت کا محتاج ہے۔ ظاہر ہے کہ جو کتاب اسی



جلدوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہوگی اس کی عبارت انتہائی جامع ہوگی اور کم الفاظ اور مختصر جملوں میں معانی و مطالب کا سمندر موجزن ہوگا۔

علوم و فنون کی تاریخ میں یہ بات کم دیکھنے میں آئی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کسی کتاب کی اہمیت و افادیت میں اضافہ ہوتا رہے۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اچھی سے اچھی کتاب کی بھی ایک مدت ہوتی ہے۔ ایک خاص وقت اور مدت گزرنے کے بعد کتاب کی اہمیت و افادیت کم ہو جاتی ہے۔ لیکن ہدایہ کی صورت حال بالکل مختلف ہے۔ یہ کتاب چھٹی صدی ہجری میں لکھی گئی اور اب آٹھ صدیوں کی طویل مدت گزرنے کے بعد نہ اس کی اہمیت میں کوئی کمی آئی اور نہ لوگ اس کی ضرورت سے بے نیاز ہوئے بلکہ گزشتہ نصف صدی میں اس کی ضرورت میں اضافہ ہوا ہے بالخصوص ان مسلم ممالک میں جہاں نفاذ اسلام اور احیاء اسلام کا عمل جاری ہے۔ ہمارے اپنے ملک (پاکستان) میں ہدایہ سے جتنی مدد لی جا رہی ہے وہ علمی اور بطور خاص فقہی لٹریچر میں ہدایہ کا مقام متعین کرنے کے لئے ایک بہترین پیمانہ ہے۔ علمائے فقہ اور ماہرین قانون کے نزدیک ہدایہ کے ماخذ و مصدر بننے کی ایک بنیادی وجہ ہمارے ملک میں یہ بھی ہے کہ یہ مذاہب فقہ میں مذہب حنفی کی نمائندگی کرتی ہے اور ہمارے ملک کی اکثریت حنفی المسلمک ہے۔

ہدایہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت کا میں بطور خاص ذکر کروں گا۔ وہ یہ کہ اکثر علمی اور فنی کتابوں میں صورت حال یہ ہوتی ہے کہ ان کا ابتدائی حصہ زیادہ مشکل ہوتا ہے، مسائل پر تفصیلی بحثیں بھی ابتدائی حصے میں زیادہ ہوتی ہیں، زبان اور اسلوب بیان پر بھی ابتداء میں زیادہ زور ہوتا ہے۔ بعض مصنفین تو ایسا دانستہ طور پر کرتے ہیں کہ قاری کتاب کا ابتدائی حصہ ضرور

پڑھتا ہے اور اگر پوری کتاب پڑھتا ہے تو ابتدائی صفحات اور مباحث کو زیادہ توجہ کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور یہ طبعی امر ہے کہ ابتدائی صفحات پڑھ کر قاری کے ذہن پر کتاب کے بارے میں جو نقوش اور تاثرات ثبت ہوتے ہیں وہ آخر تک قائم رہتے ہیں۔ مصنف اس حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے اور اپنی اس آگہی کا وہ پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔ بعض مصنف غیر شعوری طور پر ایسا کرتے ہیں۔ وہ جب کتاب لکھنے بیٹھتے ہیں تو ان کے ذہن میں بہت کچھ ہوتا ہے۔ ابتداء میں وہ بہت پر عزم ہوتے ہیں اور اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہوتا ہے کہ جو زور بیان ابتداء میں ہوتا ہے وہ آگے چل کر باقی نہیں رہتا، اور آہستہ آہستہ ان کا قلم دھیمہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور کتاب کا ایک تہائی حصہ پڑھ لینے کے بعد قاری کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ چڑھائی ختم ہو گئی اور اب وہ کسی ڈھلان پر ہے اور اوپر سے نیچے کی طرف جا رہا ہے۔

میں نے ہدایہ کے صرف ڈیڑھ سو صفحے پڑھے۔ اپنے والد محترم سے (۱۸) پڑھانے کی سعادت سے محروم رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے ابتدائی دو جلدوں کے اردو ترجمہ کی سعادت سے نوازا، اس وقت یہ بات میں نے خود محسوس کی کہ ہدایہ کا معاملہ عام کتابوں کے بالکل برعکس ہے۔ کتاب جتنا آگے بڑھتی ہے مضمون، عبارت اور اسلوب بیان اتنا ہی مشکل ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخری دو جلدوں (۳، ۴) کا ترجمہ میرے برادر بزرگ مولانا محمد مالک کاندھلوی نے کیا، اس ترجمہ کو جب میں نے بالاستیعاب پڑھا تو یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ ان حصوں کا ترجمہ شاید میرے لئے ممکن نہ ہوتا، اور اگر میں کر بھی سکتا تو زیادہ وقت اور زیادہ محنت درکار ہوتی۔ ابتداء کی دو جلدوں کے ترجمہ کی بہ نسبت،

میں نے اپنا یہ تاثر اور تجربہ والد محترم سے بھی بیان کیا تو

انہوں نے اس کی توثیق کی اور فرمایا کہ : ہدایہ اس خصوصیت میں منفرد ہے کہ مضمون جتنا آگے بڑھتا ہے ہر لحاظ سے اتنا ہی دقیق اور مشکل ہو جاتا ہے۔

والد محترم نے ایک سے زیادہ مواقع پر یہ بات کہی کہ : علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۹۳۳ء) فرمایا کرتے تھے کہ چاروں فقہی مسالک میں فقہاء نے بہت کتابیں لکھیں، اور ان میں بعض مضامین اور اسلوب بیان کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ ہیں لیکن ہدایہ جیسی کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی، حسن ترتیب اور حسن بیان دونوں کے اعتبار سے ہدایہ بے مثال کتاب ہے۔ اگر کوئی شخص مجھ سے یہ کہے کہ فتح القدر جیسی کتاب لکھ دو تو مجھے امید ہے کہ میں لکھ سکوں گا۔ لیکن اگر کوئی ہدایہ جیسی کتاب لکھنے کے لئے کہے تو شاید میں چند سطریں بھی نہ لکھ سکوں۔“

شاہ صاحب کا یہی مقولہ کم و بیش مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے نصب الرایہ کے مقدمہ میں نقل کیا ہے (۱۸)۔ ناچیز راقم اور برادر محترم مولانا محمد مالک کے ترجمہ پر والد صاحب قبلہ نے جو تقریظ لکھی اس میں ہدایہ کے بارے میں یہ کلمات تحریر کئے۔ ان کا یہ جملہ ہدایہ کی ایک منفرد خصوصیت کی نشان دہی کر رہا ہے۔ :

”دریا کی ظاہری سطح پر تیرنے سے موتی ہاتھ نہیں آتے ، موتی اس کے ہاتھ لگتے ہیں جو دریا کی گہرائی تک غوطہ لگانے کی قدرت رکھتا ہو۔ ایسے ہی راسخین فی العلم میں سے شیخ مرغینانی رحمہ اللہ بھی ہیں جنہوں نے شرائع اسلام یعنی احکام شرعیہ کی تحقیق و تدقیق پر ” ہدایہ“ کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی جو احکام شرعیہ کی تحقیق و تدقیق اور

علم کی گہرائی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ ہر مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے اقوال، اور ہر قول کی ایک ایک دلیل نقلی اور ایک ایک دلیل عقلی بیان کی، پھر آخر میں امام ابوحنیفہ کے مسلک کی ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل عقلی بیان کرنے کے بعد ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی ہر دلیل نقلی اور دلیل عقلی کا جواب دیا۔ اس طرح بسا اوقات تین اماموں کی چھ دلیلیں اور ان کے چھ جواب مل کر بارہ ہو جاتے ہیں۔ اور دو دلیلیں امام ابوحنیفہ کی اور ایک وجہ ترجیح۔ سب مل کر پندرہ دلائل کا ذخیرہ چند سطروں میں سامنے آ جاتا ہے اور قاری پر حیرت و استعجاب کا عالم طاری ہو جاتا ہے، (۱۹)۔

خصوصیت ہدایہ کے ضمن میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ چاروں فقہی مسالک کی جو نمائندہ کتب لکھی گئیں اول تو ان میں صرف اپنے مسلک کا بیان، اس کی وضاحت اور دلائل ہیں۔ دوسرے فقہی مسالک ان میں ذکر نہیں کئے گئے۔ اور اگر ذکر کئے گئے ہیں تو دوسرے مسالک کے دلائل پیش نہیں کئے گئے مثلاً فقہ مالکی میں ابن رشد قرطبی (م: ۵۹۵ھ) کی بدایۃ المجتہد۔ یہ کتاب اصلاً فقہ مالکی کی نمائندگی کرتی ہے۔ مالکی مسلک کی اہم اور بنیادی کتابوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اور بلاشبہ ایک بلند مرتبہ کتاب ہے۔ اس کے مصنف صاحب ہدایہ کے ہم عصر ہیں، ان کا سال وفات ۵۹۳ھ اور ابن رشد کا ۵۹۵ھ ہجری ہے۔ ابن رشد بھی مالکی مسلک کے علاوہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی آراء اور ان کا نقطہ نظر بھی بعض مسائل میں بیان کرتے ہیں۔ بلکہ مالکی مسلک اور باقی تین مسلمہ فقہی مسالک کے علاوہ بعض ایسے فقہاء کے اقوال و آراء بھی نقل کرتے ہیں جن کی طرف کوئی مسلک منسوب نہیں یا جنہوں نے کسی فقہی مسلک کی

بنیاد نہیں رکھی۔ لیکن صاحب ہدایہ کی طرح ان مسالک اور ائمہ کے دلائل اور پھر جواب دلائل بیان نہیں کرتے۔

ایسی ہی ایک اور کتاب ابن قدامہ مقدسی (م: ۶۲۰ھ) کی المغنی بھی ہے۔ یہ فقہ حنبلی کی نمائندگی کرتی ہے لیکن بعض مسائل میں نہ صرف باقی تین فقہی مسالک کا نقطہ نظر بھی بیان کرتی ہے بلکہ دوسرے غیر صاحب مسلک فقہاء کی آراء اور ان کے اقوال و فتاویٰ کا بھی اس میں خاصا ذخیرہ مل جاتا ہے۔ لیکن ہدایہ کا اسلوب اور طرز استدلال ان دونوں کتابوں میں سے کسی میں بھی نہیں پایا جاتا۔ اپنے علاوہ دوسرے مسالک کا نقطہ نظر ان کے دلائل کے ساتھ پیش کرنا اور پھر ان دلائل کا جواب دینا یہ صرف ہدایہ کی خصوصیت و انفرادیت ہے۔

ہدایہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں فرد کی زندگی کا بھی احاطہ ہے اور جماعت کی زندگی کا بھی۔ ایک فرد کو بحیثیت مسلمان جتنے مسائل سے واسطہ پڑتا ہے ان سب کی تفصیل اس میں موجود ہے مثلاً عبادات، نکاح، طلاق، خلع، دیگر معاشرتی مسائل، خرید و فروخت، حوالہ، کفالہ، رهن، شفعہ وغیرہ۔ اور اجتماعی مسائل میں حدود، تعزیرات، دیت، قصاص، جہاد، عدالتی نظام، سیاسی و انتظامی امور، مضاربت، اور مشارکت وغیرہ جیسے بنیادی مسائل کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے۔

ہدایہ کی انہی خصوصیات کی بنا پر کہنے والے نے اس کے بارے میں یہ اشعار کہے:

ان الهدایة کا القرآن قد نسخت۔ ماصنفوا قبلها فی الشرع من کتب  
فاحفظ قواعدہا واسلک مسالکها۔ یسلم مقالک من زیغ ومن کذب (۲۰)  
(یعنی جس طرح قرآن کریم نے پچھلی تمام آسمانی کتابوں کو  
منسوخ کر دیا اسی طرح ہدایہ بھی ان تمام فقہی کتب پر غالب آ  
گئی جو اس سے پہلے لکھی جا چکی ہیں۔

اس کے اصول و قواعد کو یاد کر لیجئے اور اس کے طریقہ کو اپنا لیجئے تو آپ کی گفتگو کجی اور جھوٹ سے محفوظ و مامون ہو جائے گی۔

مرغینانی نے ہدایہ کی تالیف کا آغاز ذی قعدہ ۵۷۳ ہجری سے کیا، بدھ کا دن اس اہم اور مبارک کام کی ابتداء کے لئے منتخب کیا۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کتاب کی تدریس کا ارادہ کرتے تو بدھ کے روز سے اس کی ابتداء کرتے، اسی طرح جب کسی کتاب کی تصنیف و تالیف کا ارادہ کرتے تو اسے بھی بدھ کے روز سے شروع کرتے۔ ان کے اساتذہ کا بھی یہی معمول تھا، امام ابو حنیفہ النعمان رحمہ اللہ بھی اسی طریق پر کاربند تھے۔ علمائے سلف کے اس معمول کی وجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ: اگر کوئی کام بدھ کے روز شروع کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں « (۲۱)۔

تیرہ برس کی شبانہ روز محنت کے بعد فقہ اسلامی کی یہ عظیم الشان کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی، مصنف رحمہ اللہ اس پوری مدت میں مسلسل روزہ دار رہے (ایام ممنوعہ کے علاوہ) لیکن اس طویل عرصہ میں کسی کو یہ معلوم نہ ہونے دیا کہ وہ مسلسل روزہ رکھتے ہیں، ہر روز جب خادم کھانا لے کر آتا تو اس سے کہتے کہ کھانا رکھ۔ دو۔ وہ کھانا رکھ کر چلا جاتا، اس کے جانے کے بعد طلبہ میں سے کسی کو کھلا دیتے۔ خادم جب برتن لینے آتا تو انہیں خالی دیکھ کر یہ سمجھتا کہ شیخ کھانے سے فارغ ہو گئے ہیں۔ تیرہ برس تک اخلاص و تقویٰ کے اس اعلیٰ مقام کو چھپاتے رہے (۲۲) لیکن قدرت کا نظام ایسا ہے کہ بندہ اپنے نیک و بد اعمال کو کتنا ہی چھپائے اللہ تعالیٰ انہیں ظاہر کر ہی دیتا ہے۔

سب سے پہلے خود مصنف کے رو برو ہدایہ کا املاء کرنے اور ان

سے درس لینے کا شرف و امتیاز شمس الاثمہ محمد بن عبد الستار کردری (م : ۶۳۲ھ) کو حاصل ہوا۔

تالیف ہدایہ کے بارے میں خود مصنف رحمہ اللہ کتاب کے مقدمہ میں یوں وضاحت کرتے ہیں :

» حقیقت یہ ہے کہ بدایۃ المبتدی کے دیباچہ میں میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان شاء اللہ اس کی شرح کروں گا جس کا نام کفایۃ المنتہی ہوگا، چنانچہ اس کو شروع کر رہا ہوں۔ وعدہ میں گنجائش اور وسعت ہوتی ہے اور جبکہ میں فراغت کے قریب پہنچا ہوں تو میں نے محسوس کیا ہے کہ اس میں کلام بہت طویل ہو گیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ طول کلام کی وجہ سے اصل کتاب (ہدایہ) ہی نہ چھوٹ جائے۔ اس لئے مجھے دوسری شرح کی طرف اپنی توجہ منعطف کرنا پڑی جس کا نام ہدایہ رکھا۔ اس میں اللہ کی توفیق سے عمدہ روایات اور ٹھوس عقلی دلائل جمع کر رہا ہوں، اس کے ہر باب میں زوائد کو ترک کرنے کا ارادہ ہے۔ اور طول بیان سے احتراز کی نیت ہے۔ لیکن بایں ہمہ وہ ایسے اصول پر مشتمل ہوگی جن پر فروع متفرع ہو سکیں۔ (مقدمہ الہدایۃ)۔

اسلوب بیان :

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا تھا کہ ہدایہ صاحب ہدایہ کی ایک دوسری تصنیف کفایۃ المنتہی کی تلخیص ہے۔ اور تلخیص ظاہر ہے کہ تفصیل کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ہدایہ جس موضوع سے متعلق ہے وہ ایک مشکل موضوع ہے، موضوع کی وسعت اور پیچیدگی نے اسے ایک فنی کتاب کا درجہ دے دیا ہے۔ ایسی کتاب کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پڑھنے والا اس کے اسلوب بیان اور طرز ادا سے پوری طرح واقف ہو، اس نے کتاب میں جو اصطلاحات اور رموز و اشارات استعمال کئے ہیں ان کو بخوبی سمجھتا ہو۔

اس حقیقت کے پیش نظر ان تمام اصطلاحات اور رموز و اشارات کی وضاحت کی جاتی ہے جو مصنف نے ہدایہ میں اختیار کی ہیں۔ ان اصطلاحات اور اشارات کو اہل علم و فضل اور شارحین ہدایہ نے „ عادات صاحب ہدایہ “ سے بھی تعبیر کیا ہے۔

۱ : قال۔ ہدایہ میں متن کے طور پر جو عبارتیں دی گئیں ہیں اور خط کشیدہ ہیں وہ یا تو امام محمد بن حسن شیبانی کی جامع صغیر کی عبارت ہے یا تو مختصر القدوری کی۔ قال کے ذریعے شیخ مرغینانی اس کو ممتاز کرتے ہیں۔ اکثر مقامات پر شارحین ہدایہ نے بین السطور نشاندہی کر دی ہے کہ قال سے قدوری کی عبارت مراد ہے یا جامع صغیر کی۔

بعض مقامات پر قال رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ اس سے خود مصنف مراد ہوتے ہیں۔ شارحین ہدایہ کا کہنا ہے کہ : صاحب ہدایہ نے جس جگہ اپنی کوئی خاص رائے اور تحقیق بیان کی وہاں اصل عنوان تھا قال العبد الضعیف ( بندۂ ناچیز کہتا ہے) لیکن مصنف کے انتقال کے بعد ان کے تلامذہ نے کتاب کا املا کرتے وقت ان تمام مواقع پر رضی اللہ عنہ لکھ دیا۔ سلف صالحین کی یہ عادت تھی کہ وہ تواضع اور کسر نفسی کے سبب اقوال (میں کہتا ہوں) لکھنا اور کہنا پسند نہیں کرتے تھے۔

۲ : مشائخنا۔ یعنی ہمارے مشائخ، ہمارے بڑے، ہمارے اساتذہ، جس مقام پر صاحب ہدایہ نے مشائخنا کہا ہے وہاں اس سے ان کی مراد بخارا، سمرقند، اور ماوراء النہر کے مشائخ ہوتے ہیں۔ بعض شارحین نے لکھا کہ وہ اس سے صرف علمائے احناف مراد لیتے ہیں۔

۳ : فی دیارنا۔ ہمارے علاقے میں، ہمارے شہروں میں۔ اس سے سمرقند اور بخارا کے علاقے مراد ہوتے ہیں۔

۴ : کتاب۔ بعض شارحین کا کہنا ہے کہ لفظ کتاب سے مختصر



القدوری مراد لیتے ہیں اور جہاں کتاب کہتے ہیں وہاں اس سے عام طور پر امام محمد کی جامع صغیر مراد ہوتی ہے۔ صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ کتاب سے بھی متن قدوری ہی مراد ہوتا ہے۔ بعض شارحین کا کہنا ہے کہ کتاب سے بعض مقامات پر خود صاحب ہدایہ کا متن مراد ہوتا ہے۔ شارحین ہدایہ نے یہ بھی وضاحت کی کہ جس خط کشیدہ عبارت (متن) سے پہلے مرغینانی قال نہیں لکھتے وہ عبارت نہ مختصر القدوری کی ہوتی ہے اور نہ جامع صغیر کی۔

۵ : الاصل۔ کسی مسئلہ اور عبارت کے بیان میں جہاں الاصل لکھ کر حوالہ دیتے ہیں اس سے امام محمد بن حسن کی کتاب المبسوط مراد ہوتی ہے۔

۶ : قالوا۔ (انہوں نے کہا) جس مسئلہ میں فقہاء متفق نہیں ہیں اور ان کے مابین اختلاف ہے وہاں لفظ قالوا لاتے ہیں۔ اس سے اس بات کو ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

< : عند فلان۔ (فلان کے نزدیک)۔ اس سے کسی فقیہ یا امام کا مسلک اور اس کی رائے بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

۸ : عن فلان۔ (فلان سے)۔ اس تعبیر سے کسی کی روایت اور قول کو نقل کرنا مقصود ہوتا ہے یعنی یہ بات فلان عالم یا فقیہ سے پہنچی ہے۔ بعض شارحین کہتے ہیں کہ عن فلان کی اصطلاح ظاہر الروایۃ کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال ہوتی ہے اور عند کا لفظ فقہی مسلک پر دلالت کرتا ہے۔

۹ : بما تلونا۔ صاحب ہدایہ جب کسی مسئلہ کے استدلال میں بیان کردہ آیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو یہ عنوان اختیار کرتے ہیں بما تلونا۔ اس دلیل کے پیش نظر جس کو ہم نے تلاوت کیا۔

۱۰ : بما روینا - اور اگر بیان کردہ حدیث کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو بما روینا کہتے ہیں - یعنی اس بنا پر جو ہم نے روایت کیا -

۱۱ : بما ذکرنا - صاحب ہدایہ جب کسی عقلی دلیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو اس کے لئے بما ذکرنا کا لفظ لاتے ہیں - یعنی جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا -

۱۲ : خبر، اثر - لفظ خبر سے حدیث مراد لیتے ہیں اور لفظ اثر سے بسا اوقات صحابی کا قول مراد ہوتا ہے اور بعض مرتبہ لفظ خبر اور لفظ اثر حدیث مرفوع کے لئے استعمال کرتے ہیں -

۱۳ : عندنا - ہمارے نزدیک - اس سے مراد فقہائے احناف ہوتے ہیں -

۱۴ : صاحب ہدایہ بعض مسائل کی وضاحت کے لئے سوال مقدر کا طریقہ اختیار کرتے ہیں - مثلاً: فان قيل كذا - قلنا كذا - یعنی اگر ایسا کہا جائے تو ہم اس کے جواب میں یوں کہیں گے - یا فان قال قائل - فنقول یعنی اگر کوئی کہنے والا یہ کہے تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے -

۱۵ : جب صاحب ہدایہ ظاہر الروایہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد امام محمد بن حسن کی مصنفہ چھ کتب ہوتی ہیں -

۱ - المبسوط ، ۲ - الجامع الصغير ، ۳ - الجامع الكبير ، ۴ - الزيادات ، ۵ - السير الصغير ، ۶ - السير الكبير -

۱۶ : هذا الحديث محمول على المعنى الفلانی - یعنی یہ حدیث فلان معنی پر محمول ہے - اس سے یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ ائمہ حدیث نے اس مراد کو اختیار کیا ہے ، اور جس جگہ کسی نص یا حدیث کے کوئی معنی مصنف رحمہ اللہ نے مستنبط کئے ہیں وہاں کہتے ہیں نحمله - یعنی ہم اس کو اس معنی پر محمول کرتے ہیں -

۱۷ : شیخ مرغینانی نے پوری کتاب (ہدایہ) میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ جو فقہی مذہب ان کے نزدیک سب سے قوی تر ہے اس کی دلیل دوسرے تمام فقہی مذاہب کی ادلہ کے بعد آخر میں بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ نقل مذاہب، اور بیان اقوال میں قوی مذہب یا راجح قول کو پہلے بیان کر دیں لیکن جو فقہی مذہب اور رائے ان کے نزدیک سب سے قوی ہوگی اس کی دلیل یا دلائل آخر ہی میں بیان کریں گے۔ تاکہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ آخر میں ذکر کی جانے والی دلیل سابقہ تمام اقوال اور ان کے دلائل کا جواب ہے، اور آخری قول اور رائے ہی مصنف کی نظر میں راجح اور قطعی ہے۔

شروح و حواشی :

کسی کتاب کی اہمیت و افادیت کو جانچنے اور پرکھنے کا اس سے بہتر اور غیر جانبدارانہ پیمانہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ یہ دیکھا جائے کہ مصنف کے ہم عصر اہل علم و فضل نے اس کی کتاب کو کس حد تک اہمیت دی ہے۔ اسے کس قدر درخور اعتنا جانا ہے اور پھر بعد میں آنے والوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ کسی مصنف یا اس کی کتاب کے ساتھ اہل علم و فضل کے سلوک اور اعتناء کا سب سے بڑا مظہر اس کے بارے میں لکھی جانے والی کتب اور تحریریں ہیں۔

اہل علم جس کتاب کو جس درجے اور رتبے کا سمجھتے ہیں اسی حد تک اس پر کام کرتے ہیں۔ اس کے حواشی، شروح، تعلیقات اور اشاریوں وغیرہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور اسی سے کسی کتاب کے مقام و مرتبے کا تعین ہو جاتا ہے۔

یہ پیمانہ اگر عادلانہ ہے اور یقیناً ہے تو پھر اس دعوے میں مبالغے کی کوئی آمیزش نہیں کہ فقہ کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں ہمیں کوئی کتاب ایسی نظر نہیں آتی جس پر علماء نے اتنا کام

کیا ہو جتنا ہدایہ پر کیا ہے۔

کشف الظنون گیارہویں صدی ہجری میں لکھی گئی اس کے مصنف نے ہدایہ کے شروع و حواشی کی تعداد ساٹھ سے زیادہ لکھی ہے۔ اس کے بعد کم و بیش ڈھائی سو برس میں ہدایہ پر جو کام ہوا ہے وہ بھی اس سے کم نہیں جو کشف الظنون کے وقت تک ہوا۔ صاحب کشف الظنون کے مطابق ہدایہ کی سب سے پہلی شرح ان کے خاص شاگرد شیخ حسام الدین بن علی صغنائی حنفی (م: ۱۰ھ) نے لکھی، اس شرح کا نام انہوں نے ”نہایۃ“ رکھا۔ ۷۰۰ ہجری میں اس شرح کی تکمیل ہوئی۔

اس شرح کا خلاصہ شیخ جمال الدین محمود ابن احمد بن السراج القنوی (م: ۷۷۰ھ) نے کیا۔ ”خلاصہ النہایہ فی فوائد الہدایہ“ اس کا نام رکھا۔ یہ خلاصہ ایک جلد میں ہے۔

بعض اہل علم نے کہا کہ ہدایہ کی پہلی شرح شیخ حمید الدین علی بن محمد بن علی الضریر البخاری (م: ۶۶۷ھ) نے لکھی۔ ”الفوائد“ کے نام سے اسے موسوم کیا، یہ شرح دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ معراج الدرایہ الی شرح الہدایہ۔ شیخ قوام الدین محمد بن محمد البخاری الکاکی (م: ۷۳۹ھ)۔ شیخ قوام الدین اس کی تالیف سے ۲۱ محرم الحرام ۷۳۵ ہجری کو فارغ ہوئے۔ اس شرح کے بارے میں شارح علام نے کہا ہے کہ: اس وقت تک ہدایہ کی شرح و توضیح سے متعلق علماء جو کچھ لکھ چکے تھے، یا درس و تقریر کے ذریعے جو کچھ مجھ تک پہنچا تھا وہ میں نے سب کا سب اپنی شرح میں جمع کر دیا۔

جن مسائل میں ائمہ اربعہ کا اختلاف تھا وہاں سب کی آراء جمع کر دیں۔ نیز اس میں یہ بھی وضاحت کر دی کہ کونسا قول صحیح ہے اور کونسا اصح، قدیم فقہاء کے علاوہ جدید فقہاء کے

اقوال اور آراء کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور جہاں مناسب سمجھا انہیں بھی شامل کر دیا،» (۲۲) -

نہایۃ الکفایہ فی درایۃ الہدایہ - تاج الشریعہ عمر بن صدر الشریعہ الاول عبید اللہ المحبوی الحنفی (م : ۶۷۲ ھ) -

الغایۃ (شرح ہدایہ) ابو العباس احمد بن ابراہیم السروجی (قاضی مصر) الحنفی (م : ۷۱۰ ھ) - یہ شرح خاصی مفصل تھی، کئی جلدیں لکھنے کے باوجود مکمل نہیں تھی - شیخ ابو العباس احمد بن ابراہیم اس کی تکمیل سے پہلے فوت ہو گئے - ان کے انتقال کے بعد قاضی سعد الدین الدیری (م : ۷۶۷ ھ) نے تکمیل کی - قاضی سعد الدین نے وہی اسلوب، طریقہ اور مسلک اختیار کیا جو شیخ ابو العباس کا تھا - تکمیل کے بعد یہ شرح چھ جلدوں پر مشتمل تھی -

تکملة الفوائد - شیخ جلال الدین عمر بن محمد الخبازی (م : ۶۹۱ ھ) یہ اپنی شرح کو مکمل نہ کر سکے - محمد بن احمد القنوی نے اس کی تکمیل کی -

غایۃ البیان و نادرۃ الاقران - شیخ قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر الاتقانی الحنفی (م : ۷۵۸ ھ) .

شیخ قوام الدین کہتے ہیں کہ : مصر میں مجھ سے بعض علماء ملے اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں ہدایہ کی شرح لکھوں - میں نے کہا کہ ہدایہ کی نہایہ جیسی شرح موجود ہے - اس کے بعد کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ مزید شروح لکھی جائیں، پھر یہ کہ ہدایہ ایک مشکل اور عظیم کتاب ہے - میں اپنے کو اس کی شرح لکھنے کا اہل نہیں پاتا - لیکن علمائے مصر کا کہنا تھا کہ نہایہ منقولات کا ایک مجموعہ ہے، اس میں سلف کے اقوال و آراء کے علاوہ کچھ نہیں - ہدایہ کی ایسی شرح لکھی جانی چاہیے جس میں ہدایہ جیسی مجتہدانہ شان ہو، اور صرف منقولات کا

ذخیرہ نہ ہو۔ علمائے مصر کے اصرار اور ہمت افزائی کے سبب میں نے اللہ کا نام لے کر ربیع الآخر ۲۱ ہجری میں شرح ہدایہ کی ابتدائی کی ، اور چھبیس برس سات ماہ کی مسلسل محنت کے بعد ۲۴ ہجری میں اس سے فراغت حاصل کی۔ یہ شرح تین مجلدات پر مشتمل ہے۔ (۲۳)۔

الکفایہ شرح المہدایہ۔ سید جلال الدین کرلانی (م : ۱۶۷ھ) بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ امام حافظ الدین ابو البرکات عبداللہ بن احمد النسفی (م : ۱۰۱۰ھ) نے بھی ہدایہ کی شرح لکھی ہے اور وہ ایک مکمل اور جامع شرح ہے لیکن اکثر اہل علم کا قول ہے کہ امام نسفی نے ہدایہ کی کوئی شرح نہیں لکھی (۲۵)۔

العنایہ۔ شیخ اکمل الدین محمد بن محمود البارتی الحنفی (م : ۸۶۱ھ) اس کا ایک مطبوعہ نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے (۲۶)۔ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ محمد بن ابراہیم الدروری المصری الحنفی (م : ۱۰۶۶ھ) نے اس پر حاشیہ تحریر کیا ہے۔ العنایہ کو علماء نے ہدایہ کی ایک نفیس شرح تسلیم کیا ہے۔

بناہ۔ قاضی بدر الدین محمود بن احمد معروف بالعینی (م ۸۵۵ھ) اسکا شمار ہدایہ کی معروف اور مقبول شروح میں ہوتا ہے۔ اس کی پہلی جلد مطبوعہ لکھنؤ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ (۲۷)۔

فتح القدير للعاجز الفقير۔ شیخ کمال الدین محمد عبدالواحد السیواسی الحنفی معروف بابن ہمام (م : ۸۶۱ھ)۔

ہدایہ کی تمام شروح میں سب سے زیادہ معروف اور مقبول شرح ہے۔ تمام علماء نے اس کی تعریف کی ہے۔ شمس الدین احمد بن قورد المعروف بقاضی زادہ مفتی (م : ۹۸۸ھ) نے اس کا تکملہ لکھا

ہے جو، نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرارہ کے نام سے موسوم ہے اور فتح القدیر کے ساتھ ہی شائع ہوا ہے۔ ملا علی قاری نے فتح القدیر پر حاشیہ لکھا ہے (۲۸)۔

شیخ ابراہیم بن محمد الحلبي (م : ۹۵۶ھ) نے فتح القدیر کی تلخیص کی ہے اور بعض مسائل میں ابن ہمام پر جرح و تنقید بھی کی ہے۔

مذکورہ بالا شروع کے علاوہ شروحات ہدایہ کی ایک طویل فہرست ہے جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ہے۔ شروع ہدایہ کے ساتھ علماء نے ہدایہ کے حوالہ سے ایک اور نہایت اہم خدمت انجام دی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہدایہ میں امام مرغینانی نے احکام و مسائل یا دلائل کے ضمن میں جو احادیث ذکر کی ہیں ان کی تخریج کی ہے اور اس موضوع پر ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔

احادیث ہدایہ کی تخریج کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب میں اس امر کا اہتمام نہیں کیا تھا کہ احادیث کے حوالے دیں، حتیٰ کہ بعض مقامات پر انہوں نے حدیث کا مکمل متن بھی درج نہیں کیا۔

ایسا کرنے سے صاحب ہدایہ کا ہرگز یہ منشا نہ تھا کہ وہ مسائل یا دلائل کے ضمن میں ہر قسم کی ضعیف و قوی احادیث جمع کر دیں، اور نہ ہی انہوں نے کسی خاص وجہ کی بنا پر ان کے مآخذ و مصادر کی نشان دہی سے گریز کیا۔ بلکہ صورت حال یہ ہے کہ ان کا موضوع فقہی مسائل اور اس کے ساتھ حنفی نقطہ نظر کی وضاحت تھا۔ اور جس مسئلہ میں فقہاء کی آراء مختلف تھیں وہاں امام ابوحنیفہ یا ان کے اصحاب کی رائے اور فتاویٰ کی وجوہ ترجیح بیان کرنا مقصود تھیں، نہ وہ حدیث کی کتاب لکھ رہے تھے اور نہ اسماء الرجال ان کا موضوع تھا جس میں حدیث کی اقسام، ان کے مراتب، سند اور

مراجع سے بحث کرتے۔ لیکن ان کے بعض ناقدین نے ان کی کتاب کے اس پہلو کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے فقہائے احناف نے اس طرف بھی توجہ مبذول کی اور ہدایہ میں جو احادیث مذکور تھیں ان کی تخریج کی، ان کی سند اور مراجع کی وضاحت کی اور اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں۔ عام شروح کی طرح تخریج احادیث ہدایہ پر بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ حسب ذیل کتابوں نے پوری اسلامی دنیا میں اپنا مقام و مرتبہ منوایا، ان کتابوں کی تالیف کے بعد کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ اہل علم ان کتابوں سے بے نیاز ہوئے ہوں۔

شیخ محی الدین عبد القادر بن محمد القرشی المصری (م : ۵۰۵ھ) نے „الغایۃ بمعرفۃ احادیث الہدایۃ“ کے نام سے ایک جامع کتاب تالیف کی۔

شیخ علاء الدین علی بن عثمان المعروف بابن الترمکانی الماردینی (م : ۵۰۰ھ) نے „الکفایۃ فی معرفۃ احادیث الہدایہ“ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

احادیث ہدایہ کی تخریج پر جتنی کتابیں لکھی گئیں ان میں سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت شیخ جمال الدین عبد اللہ بن یوسف الزیلعی (م : ۶۲۲ھ) کی تالیف „نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ“ کو نصیب ہوئی۔ نویں صدی ہجری کے مشہور محدث امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م : ۸۵۲ھ) نے „الدرایہ فی منتخب احادیث الہدایہ“ کے نام سے نصب الرایہ کی تلخیص کی۔

یہ چند معروف اور متداول شروح کا اجمالی تذکرہ ہے۔ جیسا کہ میں نے غرض کیا کہ صرف صاحب کشف الظنون نے ساٹھہ سے زائد شروح ہدایہ کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل کتب سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔



- ۱۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون - مصطفی بن عبد اللہ الشہیر بحاجی خلیفہ (م: ۱۰۳۸ھ)
- ۲۔ الجواهر المضیة - شیخ عبدالقادر بن ابی الوفاء احمد بن محمد بن نصر اللہ القرشی المصری (م: ۱۱۷۵ھ)
- ۳۔ حدائق الحنفیہ - مولوی فقیر محمد جہلمی (و: ۱۲۶۰ھ)
- ۴۔ الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ - مولانا عبدالحئی لکھنوی (م: ۱۳۰۳ھ)
- ۵۔ مقدمہ نصب الرایہ لاحادیث الہدایۃ - مولانا محمد یوسف بنوری (م: ۱۹۷۷ھ)
- ۶۔ مقدمۃ الہدایہ - مولانا عبدالحئی لکھنوی
- ۷۔ معجم المصنفین - دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن - جس طرح ہر دور کے علماء اور فقہاء نے ہدایہ کی شروح لکھیں اسی طرح حواشی بھی لکھی - شروح اور حواشی کی فہرست پر نظر ڈالنے سے دو باتیں سامنے آتی ہیں - اول یہ کہ شروح زیادہ تر اس علاقہ کے علماء نے لکھیں جس سے خود صاحب ہدایہ کا تعلق تھا یا اس کے علاوہ چند عراقی اور مصری علماء نے بھی ہدایہ کی قابل قدر شروح تالیف کیں - دوسری یہ بات کہ ماوراء النہر (صاحب ہدایہ کا علاقہ) ، عراق، اور مصر کے علماء نے شروح ہدایہ کی تصنیف و تالیف پر زیادہ توجہ کی اور برصغیر پاک و ہند کے علماء کی زیادہ توجہ حواشی پر رہی - اور اس خطے کے علماء نے ہدایہ پر بعض مفید اور مفصل حواشی تحریر کئے - ان میں مولانا عبدالحئی لکھنوی کا حاشیہ اساتذہ اور طلبہ میں یکساں مقبول ہے -

تراجم ہدایہ :

ہدایہ کے تین مختلف زبانوں میں ترجمے ہمارے علم میں ہیں -

انگریزی ترجمہ - برصغیر ہند میں برطانیہ کے مکمل اقتدار کے بعد انگریزوں نے سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اسلامی اور مشرقی علوم کی طرف توجہ کی - اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہدایہ کا انگریزی ترجمہ بھی تھا -

بنگال کے گورنر جنرل وارن ہیسٹنگس کے حکم سے چارلس ہملٹن نے ہدایہ کا انگریزی میں ترجمہ کیا - لیکن یہ ہدایہ کا مکمل ترجمہ نہیں ہے اگرچہ پہلا ایڈیشن چار حصوں میں شائع کیا گیا - (ہدایہ کی بھی چار جلدیں ہیں) لیکن اس کے باوجود یہ مکمل چار جلدوں کا ترجمہ نہیں تھا - پہلی جلد کتاب الطہارات، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الحج پر مشتمل ہے لیکن انگریزی ترجمہ میں پہلی جلد سے صرف کتاب الزکوٰۃ کا ترجمہ کیا گیا ہے - دوسری جلد میں سے جنایات کے اکثر حصہ کو چھوڑ دیا ہے -

اس کا دوسرا ایڈیشن اسٹنڈش گروو گارڈی کے پیش لفظ اور تفصیلی اشاریہ کے ساتھ ۱۸۸۰ء میں شائع کیا گیا - ترجمہ میں کوئی ترمیم و اضافہ نہیں کیا گیا البتہ چار حصوں کے بجائے صرف ایک جلد میں شائع کیا گیا - بہت باریک ٹائپ میں ہے اور ۹۳ صفحات پر مشتمل ہے - یہی ایڈیشن بعینہ ۱۹۵۸ء میں لاہور سے شائع ہوا جو کہ اس ترجمہ کا تیسرا ایڈیشن ہے -

فارسی ترجمہ - ہدایہ کی چاروں جلدوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا گیا یہ ترجمہ اصل متن کی طرح چار جلدوں میں طبع ہوا ہے - ناچیز راقم نے اس ترجمہ کو نہ صرف دیکھا بلکہ پڑھا ہے اور جب ابتدائی دو جلدوں کے اردو ترجمہ کی توفیق ہوئی تو والد مرحوم (۲۹) نے مجھے یہ فارسی ترجمہ عنایت کیا اور تاکید کی کہ میں اسے ضرور پیش نظر رکھوں یہ بہترین ترجمہ ہے - چنانچہ میں نے اردو

ترجمہ کرتے وقت اس ترجمہ کو سامنے رکھا، اگرچہ مجھے فارسی سے واقفیت بہت کم ہے لیکن میں نے دیکھا کہ یہ فارسی ترجمہ اتنا سہل اور رواں ہے کہ مجھ جیسا معمولی فارسی جانتے والا بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔

مطبوعہ نسخہ پر کسی جگہ مترجم کا نام نہیں ہے لیکن ہدایہ اور صاحب ہدایہ کے بارے میں محترم قاری محمد عادل خان کا ایک فاضلانہ مقالہ مجلہ المعارف لاہور شمارہ نومبر ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا اس میں موصوف نے مترجم کا نام غلام یحییٰ لکھا ہے۔ تفصیل انہوں نے بھی نہیں لکھی۔ نیز لکھا ہے کہ: یہ نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے، « (۳۰)۔ الحمد للہ ہمارے ذاتی کتب خانے میں بھی اس کا نسخہ موجود ہے۔

شاہ ولی اللہ الدہلوی کے بھائی شاہ اہل اللہ نے فارسی زبان میں ہدایہ کی تلخیص کی ہے، اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے (۳۱)۔

اردو تراجم۔ ہدایہ کا سب سے پہلا اردو ترجمہ مولوی سید امیر علی ملیح آبادی نے گورنر جنرل بنگال وارن ہیسٹنگز کے حکم سے کیا تھا۔ یہ ترجمہ چار جلدوں میں ہے۔ مکمل ترجمہ ہے اور مستند ہے۔ ترجمہ کے علاوہ مختصر تشریحات بھی فوائد کے نام سے شامل ہیں۔

قدیم ایڈیشن کو لاہور کے ایک پبلشر نے دوبارہ طبع کیا، لیکن اس پر قطعاً کوئی محنت نہیں کی فوٹو لیکر جوہ کا توں شائع کر دیا بلکہ سائز چھوٹا کر دیا جس سے پڑھنے میں خاصی تکلیف ہوتی ہے۔ مولوی امیر علی مرحوم کا اردو ترجمہ مکمل بھی ہے اور مستند بھی لیکن اس کی اردو بہت قدیم اور مشکل ہے جسے موجودہ دور میں سمجھنا خاصا دشوار ہے۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے ترجمہ کرتے

وقت ہدایہ کی خط کشیدہ عبارتوں اور غیر خط کشیدہ عبارتوں میں امتیاز نہیں کیا۔ جس کے باعث ترجمہ دیکھنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ قدوری اور جامع صغیر کی عبارت کا ترجمہ کونسا ہے اور ہدایہ کا ترجمہ کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ ان امور کے پیش نظر بعض اہل علم نے ہدایہ کی مقبولیت اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہدایہ کا اردو زبان میں ایسا ترجمہ کیا جائے جسے وہ لوگ بھی سمجھ لیں جو عربی سے بالکل واقف نہیں ہیں۔

قرعہ فال ناچیز راقم اور مولانا محمد مالک کاندھلوی (ناچیز کے برادر بزرگ) کے نام نکلا۔  
ابتدائی دو جلدوں کا ترجمہ ناچیز نے اور آخری دو جلدوں کا مولانا محمد مالک صاحب نے کیا ہے۔

اس ترجمہ میں ایک اہتمام تو یہ کیا ہے کہ ہدایہ کی خط کشیدہ عبارت کے ترجمہ کو بھی خط کشیدہ کیا گیا ہے۔ ہدایہ کی عبارت سے زائد کوئی لفظ یا فقرہ ہے تو اس کو قوسین میں کر دیا گیا ہے۔ تشریحات کے لئے حواشی دئیے گئے ہیں۔

ایک اہم اور مفید اضافہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم کے مشورہ سے کیا ہے۔ وہ یہ کہ صاحب ہدایہ نے احکام و مسائل اور دلائل کے ضمن میں جو احادیث درج کی ہیں، حاشیہ میں ان کی تخریج کر دی گئی ہے یعنی حدیث کا حوالہ دیدیا ہے کہ یہ فلاں مجموعہ حدیث میں فلاں باب کے تحت مذکور ہے۔

صاحب ہدایہ بعض مقامات پر حدیث کا حوالہ تو دیدیتے ہیں مگر اس کا پورا متن درج نہیں کرتے۔ ایسے مقامات پر ہم نے حاشیہ میں حدیث کا متن نقل کر دیا ہے۔

ترجمہ اکثر مقامات سے والد مرحوم نے ملاحظہ فرمایا اور تحریری طور پر اس کی توثیق کی ہے۔ میں یہ عرض کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ دوران ترجمہ مجھے جب مشکل پیش آتی کہ ہدایہ کی عبارت کو اردو میں کیسے پیش کروں تو میں والد مرحوم سے رجوع کرتا، انہیں ہدایہ کی وہ عبارت پڑھ کر سناتا جو میرے لئے دشواری کا باعث ہوتی۔ وہ ایک مختصر وضاحتی تقریر کرتے اور اس کے بعد میں اس عبارت کا ترجمہ کرتا۔

قاری محمد عادل خان نے اپنے فاضلانہ مقالہ میں ناچیز راقم اور برادر محترم کے اردو ترجمہ پر حسب ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا ہے :

،، ایک اردو ترجمہ حافظ محمد مالک اور حافظ محمد میاں صدیقی نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ بہت عمدہ ہے، اس میں نہ کہیں کمی بیشی ہے اور نہ وہ سقم ہے جو ایک زبان کی کتاب کو دوسری زبان میں منتقل کرنے سے عموماً پیدا ہو جاتا ہے۔ البتہ بعض مقامات پر اردو عبارت گنجلک سی معلوم ہوتی ہے۔ اور جب تک اصل عبارت کی طرف رجوع نہ کیا جائے مسئلہ کی عقدہ کشائی نہیں ہوتی،، (۳۲)۔

فاضل مقالہ نگار نے بعض عبارات کے گنجلک سے ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ اس کی طباعت کے بعد ایک ایسے عالم دین کا خط آیا تھا جو طویل عرصہ تک ہدایہ کا درس دیتے رہے۔ انہوں نے ابواب الزکوٰۃ میں ایک عبارت کی نشان دہی کی تھی اور اسی رائے کا اظہار کیا تھا کہ ترجمہ اگرچہ درست ہے مگر اتنا مجمل ہے کہ اس کا اجمال ابہام کی حد تک پہنچ گیا، اس میں قوسین کا اضافہ کر دیا جائے تو مفہوم سمجھنا آسان ہوگا،، (۳۳)۔

یہ ترجمہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور نے ۱۹۶۶ء - ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔ اس وقت نایاب ہے۔ ترجمہ پر نظر ثانی کا عمل جاری

ہے۔ ذیلی عنوانات، تفصیلی فہارس اور اشاریوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے بہتر ہوگا۔ جن مقامات پر ترجمہ قدرے مغلق یا مجمل تھا وہاں قوسین یا تشریحی نوٹ کے ذریعے اسے واضح کر دیا ہے۔

ہدایہ کے منتخب ابواب کا اردو ترجمہ پروفیسر غازی احمد صاحب نے بھی کیا ہے۔ بہت اچھا اور عام فہم ترجمہ ہے۔ لیکن اس میں بھی مولوی امیر علی کے ترجمہ کی طرح ہدایہ کی خط کشیدہ عبارتوں کے ترجمہ کو نمایاں نہیں کیا گیا، اور نہ ہی تخریج احادیث کی گئی۔

یہ ترجمہ مختلف امتحانات اور نصابوں کو ملحوظ رکھ کر کیا ہے کیوں کہ ہدایہ دینی مدارس کے علاوہ کہیں بھی مکمل نہیں پڑھائی جاتی۔ مختلف یونیورسٹیوں اور مشرقی علوم کے امتحانات میں اس کے مخصوص ابواب شامل نصاب ہیں۔ پروفیسر غازی احمد صاحب نے ان کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ اگر یہ ترجمہ مکمل کتاب کا ہوتا تو یقیناً بہت مفید ہوتا۔ مکتبہ علمیہ لاہور نے مختلف حصوں میں شائع کیا ہے۔

## حوالہ جات و حواشی

- ۱۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون، ج ۲، کالم: ۲۰۳۲، طبع استنبول ۱۳۶۲ھ۔
- ۱۹۳۳ھ۔
- ۲۔ فقیر محمد جہلمی، مولوی، حدائق الحنفیہ، ص ۲۶۹، طبع نول کنور لکھنؤ (بھارت) ۱۹۰۶ء۔
- ۳۔ زبلی، شیخ جمال الدین عبداللہ بن یوسف، نصب الراہ للاحادیث الہدایہ، (مقدمہ از مولانا یوسف بنوری)، ج ۱، ص ۱۳، طبع مجلس علمی ڈابھیل سورت (بھارت)، ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۳ء۔
- ۴۔ عبدالحنی لکھنوی، الفوائد البیہ، ص ۱۳۱، طبع مصر، ۱۳۲۳ھ۔

- ۵ - ایضاً
- ۶ - حاجی خلیفہ ، کشف الظنون ، ج ۲ ، ک ۲۰۳۲
- ۷ - عبدالقادر قرشی مصری ، الجواهر المضية فی طبقات الحنفیہ ، ج ۱ ، ص ۲۸۳ ، طبع حیدرآباد دکن (بھارت) ، ۱۳۳۲ھ .
- ۸ - محمد مظہر بقا ، اکثر ، اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ، ص ۳۲۶ ، طبع ادارہ تحقیقات اسلامی ، اسلام آباد ، ۱۹۶۳ء .
- ۹ - ایضاً - ص ۳۲۶ ، شمس الدین احمد سلیمان رومی معروف باین کمال پاشا . م ۹۳۰ھ
- ۱۰ - فقیر محمد جہلمی ، حدائق الحنفیہ ، ص ۲۳۲
- ۱۱ - عبدالحمی لکھنوی ، الفوائد البہیہ ، ص ۱۳۱
- ۱۲ - زرکلی ، خیر الدین ، الاعلام ، ج ۳ ، ص ۲۶۶ ، طبع بیروت ، ۱۹۸۰ء
- ۱۳ - حاجی خلیفہ ، کشف الظنون ، ج ۲ ، ک ۱۸۵۲
- ۱۴ - ایضاً ، ج ۲ ، ک : ۱۲۵۰ ، ۱۲۵۱
- ۱۵ - ایضاً ، ج ۲ ، ک : ۳۵۴
- ۱۶ - ایضاً ، ج ۲ ، ک ۵۶
- ۱۷ - مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ ، م : ۱۹۶۳ء
- ۱۸ - زیلعی ، نصب الرایہ ، ج ۱ ، ص ۱۳
- ۱۹ - محمد میان صدیقی ، سراج الہدایہ ، ج ۱ ، ص ۶ ، طبع ملک سراج الدین اینڈ سنز ، لاہور ، ۱۹۶۶ء
- ۲۰ - حاجی خلیفہ ، کشف الظنون ، ج ۴ ، ک ۲۰۳۲
- ۲۱ - عبد القادر قرشی ، الجواهر المضية ، ج ۱ ، ص ۳۸۳
- ۲۲ - حاجی خلیفہ ، کشف الظنون ، ج ۲ ، ک ۲۰۳۲
- ۲۳ - ایضاً ج ۲ ، ک ۲۰۳۳
- ۲۴ - ایضاً ج ۲ ، ک ۲۰۳۳
- ۲۵ - ایضاً
- ۲۶ - محمد عادل خان ، قاری ، شیخ برہان الدین مرغینانی (مقالہ) مجلہ ، المعارف ، لاہور ، نومبر ۱۹۶۵ء
- ۲۷ - کتب خانہ آصفیہ ، حیدر آباد دکن کا موجودہ نام ، اسٹیٹ لائبریری ہے
- ۲۸ - زیلعی ، نصب الرایہ (مقدمہ) ج ۱ ، ص ۱۵
- ۲۹ - مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ
- ۳۰ - محمد عادل خان ، قاری ، شیخ برہان الدین مرغینانی ، (مقالہ) المعارف لاہور .
- ۳۱ - ایضاً
- ۳۲ - ایضاً
- ۳۳ - یہ خط مولانا محمد طفیل جالندھری کا تھا جو فضلائے دارالعلوم دیوبند میں سرہیں ، اوکاڑہ میں مقیم ہیں ، درس و تدریس اور خدمت دین میں مصروف ہیں -

